امن وسلامتی کے بنیادی تقاضے اور قیام کی تدابیر

The Fundamental Principles and Measures for Peace and Serenity

ڈاکٹر نور حیات خان*

ABSTRACT

The biggest challenge of 21st century for the humanity is to make this world a peaceful abode. The human beings are threatened by the dangerous weapons of mass destruction, invented by their own hands. On the other hand, the Islamic principles of peace are the excellent ones for the promotion of peace. The prophets (ﷺ) of Allāh Almighty always focus on the establishment of a pious and peace loving society. In this paper the author explores the measures taken by Islām for the promotion of peace, for example, Islām forbids abusing the false gods, just because it creates hatred; it does not allow to use force to coerce someone to change his or her faith; Islām teaches to do trade, share social norms, and cultural rites with other nations; it is imperative, to respect all religions; a true Muslim gives due regards to others honor, life and property, which is the key to a peaceful living; Islām stresses its followers to help each other for the noble deeds and the welfare of society.

The advancement in the science and technology has transformed the world into a global village. The mutual cooperation is far more necessary for the prosperity and welfare of the human beings, now. This dream is only possible through a worldwide peace program. This program is Islām. This paper explores such possibilities in Islām for the promotion of peace and harmony in the human society.

Keywords: *Religions; Society; Establishment; Sacrifice; Brotherhood; Honor; Cooperation*

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

دور جدید کا انسان اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے مہلک ترین ایٹمی ہتھیاروں کی تباہ کن جنگ کے لپیٹ میں ہے۔ تمام مذاہب کے پیروکار امن کے خواہاں ہیں۔ اسلام میں وہ شخص بہتر قرار دیا گیا ہے جو انسانوں کو نفع پہنچانے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو کامیابی سے ہم کنار کرنے کے لئے پیغمبروں کو بھیجا جن کی دعوت کا مقصد پاکیزہ اور پر امن معاشرہ کی تشکیل اور قیام تھا۔ اس لحاظ سے اسلام پوری انسانیت کا بہی خواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول کو تمام انسانیت کے لیے رحمت اور بھلائی کا داعی بنا کر بھیجا ہے، فرمایا:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنِّى رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ (۱)

(اے انسانو! میں تم سب کی طرف اس خدا کا پیغمبر ہوں)۔

اور دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَآ أَرْسَلْنَـٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَـٰلَمِينَ﴾ (۲)

(اے نبی ﷺ! ہم نے تو تم کو دنیاوالوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔)

باطل خداؤں پر عقیدہ رکھنے کے باوجود، اسلام نے ان کے باطل خداؤں کو بھی برے القاب اور گالی دینے سے باز رکھا ہے۔ اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ اسلام امنِ عالم کے لئے بین المذاہب ہم آہنگی اور رواداری کو انتہائی اہمیت دیتا ہے، کیونکہ زورزبردستی کسی کے فکر وعقیدہ تبدیل کرنا ممکن نہیں اور ایسا کرنے سے امن وسلامتی تباہ ہو جاتی ہے۔

لہٰذا امن عالم کے لیے ضروری ہے کہ ہم دوسروں کے مذہب وعقیدہ اور راہنماوؤں کی عزت واحترام کریں اور امن وسلامتی کو ہر قیمت پر قائم رکھیں جو اسلام کا حکم ہے:

﴿وَإِن جَنَحُوا۟ لِلسَّلْمِ فَٱجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ﴾ (۳)

(اور اے نبی، اگر دشمن صلح وسلامتی کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کے لیے آمادہ ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو۔)

مؤمن اور مسلم امن وسلامتی کا داعی ہوتا ہے جو دوسروں کو جان ومال، عزت وناموس اور ہر طرح کی امان فراہم کرتا ہے۔ اس اہم موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر مقالے کو مختلف مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے:

مبحث اول: امن کا معنی ومفہوم:

امن خوف کی ضد ہے اور اس کا مطلب ہے امن میں آجانا، مطمئن ہونا، امن کی جگہ پانا، جیسا کہ الفراہیدی لکھتا ہے: الأَمنُ: ضدّ الخوف، والفعل منه: أَمِنَ يأْمَنُ أَمْناً. والمَأْمَنُ: مَوْضعُ الأَمن. والأَمَنَةُ من الأَمْن[۴]۔ اس کا مادہ اَمَنَ(ا م ن) ہے، جو مذکورہ معنی کے علاوہ کئی ایک معنی میں مستعمل ہے۔ المعجم الوسیط میں ہے: اَمِنَ الْبَلَدُ: اِطْمَانَّ فِيْهِ اَهْلُه[۵] "ملک میں امن وامان ہو گیا اور اس کے باسی سلامتی پا کر مطمئن ہو گئے"۔ مفردات القرآن میں ہے: "أصل الأمن: طمأنينة النفس وزوال الخوف" "اصل میں امن کے معنی نفس کے مطمئن ہونے اور خوف نہ رہنے کے ہیں"[۶]

اس کا ایک معنی امان پانے کے ساتھ امن دینا بھی ہے، جیسا کہ رازی نے لکھا ہے: "أ م ن: الْأَمَانُ وَ الْأَمَنَةُ بِمَعْنًى، وَقَدْ أَمِنَ وَأَمَانًا وَ أَمَنَةً فَهُوَ آمِنٌ وَ آمَنَهُ غَيْرُهُ مِنَ الْأَمْنِ وَ الْأَمَانِ "[۷] " امان اور امنۃ کا ایک ہی معنی ہے یعنی امن پانا اور دوسروں کو امن دینا"۔

اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت "المُؤمن " بھی ہے۔ لغت کے ماہرین لکھتے ہیں: "الْمُؤمن فِي صفة الله: الَّذِي آمن الخَلْق من ظُلْمِه.وَقيل: الْمُؤمن: الَّذِي آمن أولياءَه عذابَه"[۸] "المومن اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔ وہ اللہ جس کے ذات سے امن وابستہ ہے، مخلوق اس کے ظلم سے امن میں ہے اور وہ اپنے دوستوں کو اپنے عذاب سے بچائے گا"۔

آپ ﷺ اللہ کے خوف سے امن مانگا کرتے تھے: «اللَّهُمَّ آمِن رَوْعَاتِي» الرَّوْعِ: الفَزَع[۹]. "اے اللہ مجھے خوف وگھبراہٹ سے امن دے۔"

اسی طرح امن بمعنی اعتماد کے بھی آتا ہے جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا: ﴿مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَىٰ يُوسُفَ﴾[۱۰] (ابا جان، کیا بات ہے کہ آپ یوسف کے معاملہ میں ہم پر بھروسہ نہیں کرتے؟)

اسی طرح مستامن بھی امن سے نکلا ہے؛ جیسا کہتے ہیں: "وَاسْتَأْمَنَ: إِلَيْهِ دَخَلَ فِي أَمَانِه"[۱۱] "یعنی کسی سے امن طلب کرنا اور اس کے امان داخل ہونا"۔ لہذا جب ایک مسلمان کسی کو امان دیتا ہے اور پھر اسے دھوکہ دہی سے قتل کر دیتا ہے، تو آپ ﷺ نے اس سے بے زاری کا اظہار فرمایا ہے، اگرچہ مقتول آگ میں ہوں۔ «من أمّن رجلا ثمَّ قَتله فَأَنَا بَرِيءٌ مِنْهُ وَإِن كَانَ الْمَقْتُول فِي النَّار»[۱۲]

مختصراً یہ کہ اسلامی تعلیمات سراسر امن وسلامتی پر مشتمل ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

«إنَّ هَذَا الْقُرْآن مأدَبة الله فَمن دخل فِيهِ فَهُوَ آمن» (۱۳)

"بے شک یہ قرآن اللہ کا دستر خوان ہے جو اس میں داخل ہوا وہ امن پا گیا"۔

انگریزی میں امن کے لئے لفظ "Peace" استعمال ہوتا ہے، جس کے بارے میں انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا لکھتا ہے:

"Freedom from war and hostilities a state or relation of concord and amity in international law. That condition of a nation not at war with another." (۱۴)

"یعنی جنگ اور جنگی کاروائیوں سے آزادی، بین الاقوامی تعلقات میں اتحاد اور دوستانہ روابط اور کسی قوم کی وہ حالت جس میں وہ کسی دوسری قوم سے حالت جنگ میں نہ ہو۔"

آکسفورڈ ڈکشنری میں لکھا ہوا ہے:

"Freedom from cessation of war." (۱۵)

"یعنی عارضی جنگ بندیوں سے آزادی کا نام امن ہے۔"

جبکہ مزید وضاحت کرتے ہوئے انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجئین رقمطراز ہے:

"۱) امن وسکون کی حالت جنگ یا بے جا دخل اندازی سے نجات۔ ۲) خوف، شدید بے چینی کی کیفیت، اخلاقی جنگ اور جنگی کاروائیوں سے نجات، باہمی اتحاد اور دوستی کی فضا۔" (۱۶)

مذکورہ بالا اقوال کی روشنی میں امن کا مفہوم کچھ یوں متعین کیا جاسکتا ہے:

"آسودگی قلب، داخلی اطمینان وسکون، ہیجانی کیفیت سے نجات، معاشرتی اعتبار سے باہمی تعاون واشتراک، سازگاری کی عمومی فضا، حقوق وفرائض کی متوازن ادائیگی اور معاشرتی حسن وخوبی اس کے مفہوم میں شامل ہیں۔" (۱۷)

مبحث دوم: امن وسلامتی کی ضرورت واہمیت

سائنس وٹیکنالوجی کی بدولت دنیا عالمی قریے (Global village) میں تبدیل ہوگئی ہے۔ سو اگر علوم جدیدہ کے ذریعے ذہنوں اور رویوں کے اندر مثبت تبدیلی لاکر راہنمائی انسانیت کا فریضہ ادا کر

دیا جائے تو بعید نہیں کہ پیرا وانِ مذاہب کے اندر پیار و محبت، اور بھائی چارے کی فضا تخلیق کر دی جائے اور امنِ عالم یقینی بنانا آسان ہو جائے۔ اسلام نے نیکی و بھلائی میں تو ہر ایک کے ساتھ تعاون کا حکم دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلۡبِرِّ وَٱلتَّقۡوَىٰۖ وَلَا تَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلۡإِثۡمِ وَٱلۡعُدۡوَٰنِۚ﴾ [۱۸]

(جو کام نیکی اور خدا ترسی کے ہیں ان میں سب سے تعاون کرو اور جو گناہ اور زیادتی کے کام ہیں ان میں کسی سے تعاون نہ کرو۔)

اسی طرح کتاب مقدس کہتی ہے:

"آؤ! ان باتوں کی جستجو میں رہیں، جو امن اور باہمی ترقی کا باعث ہوتی ہیں" [۱۹]

اقوام عالم مشترکہ سیاسی مفادات رکھتے ہیں اور سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی کے بدولت دنیا کے فاصلے سمٹ کر رہ گئے ہیں، ملل و اقوام اور سلطنتوں کا باہم قریب ہونا ناگزیز اور ضروری ہو گیا ہے، کیونکہ کوئی بھی ملک تنہا، اپنی ضرورت کو پوری کرنے کا متحمل نہیں ہے اور کاروباری، تجارتی اور صنعتی ضروریات کو پوری کرنے کیلئے اشتراک و تعاون کی ضرورت ہے جو امنِ عالم کے بغیر ممکن نظر نہیں آتا۔

اس سلسلے میں اسلام دوسروں کا اشتراک و تعاون چاہتا ہے اور یہی اختلاط، معاشرت اور تعاون و تفاہم انسانیت کی شرف و مجد بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نہ صرف اسلام میں اہل کتاب کا ذبیحہ حلال کیا گیا ہے بلکہ ان کی عورتوں سے نکاح بھی مباح قرار دیا گیا ہے۔ اور پیرا وانِ مذاہب کے لین دین اور تجارت و معاشرت اور تہذیبی سلوک و تعامل کا قائل ہے، جیسے ان کی بیمار پرسی، دعوتوں کو قبول کرنا، ان کی عبادت گاہوں کا احترام، مذہبی شخصیات کی توقیر، ان سے ہدایا و تحائف کا تبادلہ اور پڑوسیوں کے حقوق کی ادائیگی، ان کی زبانوں کا سیکھنا انہی تہذیبی ضرورتوں کے پیش نظر جائز و مباح اور مستحسن ہے، ہنر مند افراد کا تبادلہ انہی معاشرتی ضرورتوں کا حصہ ہے، آفات و حوادث میں باہم مدد کرنا اور تعاون کا ہاتھ بڑھانا اسی تہذیبی ضرورت کے لوازمات میں سے ہیں۔ پیغمبر اسلام امن و سلامتی کے منارئہ نور نے خود اس کی تعلیم و ترغیب دی ہے۔ اور یہی موجودہ دور کی اہم ضرورت ہے۔

مبحث سوم: امن کا دائرہ کار

اسلامی شریعت میں امن اور سلامتی؛ یہ دو اصطلاحیں ایمان اور اسلام سے ماخوذ ہیں۔ ایک کا مادّہ اَمَنَ ہے اور دوسرے کا سَلِمَ ہے اور ان دونوں کے ایک ہی معنیٰ ہیں، یعنی امن و سلامتی۔ اسی طرح مسلمانوں کے تعارف کے لیے بھی دو لفظ استعمال کیے جاتے ہیں 'مسلم' اور 'مومن'۔

قدیم عبرانیوں کے نزدیک امن نہ صرف جنگ کے خاتمے کا نام ہے، بلکہ فلاح و بہبود بھی اس میں شامل ہے اور اسرائیلیوں کے نزدیک امن ایک معاشرتی تصور تھا جو کہ نظر آتا تھا۔ اس سے خاندانوں اور قوموں کے درمیان وسیع تعلقات قائم ہوتے ہیں۔

عیسائیت (کلیسا) کی تاریخ میں اگر امن ایک طرف روحانی سکون کا نام ہے تو دوسری طرف معاشرتی سیاسی ہم آہنگی اور عدل کے قیام کا بھی ذریعہ تھا۔ اس سے انصاف کی جنگ کا تصور نکلا، امن کا عام مفہوم انفرادی اور اجتماعی بھلائی کا نام ہے اور سامی ادیان میں اسلام کا تصور امن و سلامتی بہت زیادہ ممتاز، جامع اور تفصیلی ہے [۲۰]۔

اسلام سے پہلے حالات ایسے خراب اور دگرگوں تھے کہ کسی طرف بھی امن و سلامتی کا تصور نہیں کیا جا سکتا تھا، اس افراتفری اور فساد کی کیفیت کو قرآن ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

﴿ ظَهَرَ ٱلۡفَسَادُ فِي ٱلۡبَرِّ وَٱلۡبَحۡرِ بِمَا كَسَبَتۡ أَيۡدِي ٱلنَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعۡضَ ٱلَّذِي عَمِلُواْ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُونَ ﴾ [۲۱]

(خشکی اور تری میں فساد ظاہر ہو گیا جو لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی کا نتیجہ ہے تاکہ اللہ انہیں ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے، جو انہوں نے کیے تاکہ وہ رجوع کریں۔)

ایسے میں آپ ﷺ نے جو دعوت دی سراسر امن و سلامتی کی تھی اور جب بھی کسی کو دعوتی خط ارسال فرماتے تو اس میں ضرور یہ لکھا ہوتا تھا:

«اَسْلِمْ تَسْلَمْ» [۲۲] "اسلام قبول کرو تو امن و سلامتی کی زندگی بسر کر لوگے"۔

امن و سلامتی کے پیش نظر حضرت محمد ﷺ نے ہجرت مدینہ کے بعد سب سے پہلے جو کام کیا وہ میثاق مدینہ تھا، جس سے ہر ممکن صورت ریاست کے داخلی حالات کو پرامن، اور پرسکون بنایا۔

﴿وَإِن جَنَحُواْ لِلسَّلۡمِ فَٱجۡنَحۡ لَهَا وَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱللَّهِۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡعَلِيمُ﴾(۲۳)

('اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف مائل ہو جاو اور اللہ پر بھروسہ کرو، کچھ شک نہیں کہ وہ سنتا اور جانتا ہے۔)

اس وقت حالات اتنے خراب تھے کہ دعوتِ امن میں بھی کھٹکا لگا رہتا، لیکن اسلام نے خطرات کے باوجود اس کی ترغیب دی، ارشاد باری تعالی ہے:

﴿فَلَا تَهِنُواْ وَتَدۡعُوٓاْ إِلَى ٱلسَّلۡمِ وَأَنتُمُ ٱلۡأَعۡلَوۡنَ وَٱللَّهُ مَعَكُمۡ وَلَن يَتِرَكُمۡ أَعۡمَٰلَكُمۡ﴾(۲۴)

(ہمت نہ ہارو اور صلح کی طرف بلاواور تم تو غالب ہو اور اللہ تمہارے ساتھ ہے وہ ہرگز تمہارے اعمال کو کم نہیں کرے گا۔)

پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں :

"اسلام وہ دین ہے جو خدا کی حاکیت کی بنیاد پر ایک پوراضابطہ حیات پیش کرتا ہے اور انسان سے مطالبہ کرتا ہے کہ اسے قبول کرے اور اس کی پیروی کرے کیونکہ خدا کے قانون کے آگے جھکنے اور اس کی اطاعت کرنے کا نام ہی اسلام ہے کہ خدا کی بندگی اور اطاعت کے نتیجے میں زندگی کا جو نقشہ ابھرے گا، وہ امن وسلامتی کی نعمتوں سے مالامال ہو گا اور انسانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے بعد بھی انسان کو اس کی ابدی زندگی کے بعد بھی سلامتی اور آشتی میسر آئے گی"(۲۵)۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے پورے کا پورا اسلام میں داخل ہونے کا حکم دیا ہے، ارشاد باری ہے:

﴿ٱدۡخُلُواْ فِي ٱلسِّلۡمِ كَآفَّةً﴾(۲۶) (اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ)

امن وسلامتی، الہامی تعلیمات کی خصوصیت ہے:

بائبل لکھتی ہے:

"آؤ! ہم ان باتوں کی جستجو میں رہیں جو امن اور باہمی ترقی کا باعث ہوتی ہیں، صرف کسی شے کے کھانے کی خاطر خدا کا کلام مت بگاڑو۔ ہر چیز پاک تو ہے لیکن اگر تیرے کسی چیز

کے کھانے سے دوسرے کو ٹھوکر لگتی ہے تو اسے مت کھا اور اگر تیرے گوشت کھانے، مے پینے یا کوئی ایسا کام کرنے سے تیرے بھائی کو ٹھوکر لگے تو ان سے پرہیز لازم ہے"(۲۷)۔

ترقی اس وقت ممکن ہے جب امن، سکون اور سلامتی ہو جس پر الہامی مذاہب کا اتفاق ہے۔

بائبل کا بیان ہے: "سچائی اور سلامتی کو عزیز رکھو"(۲۸)۔

قتل وغارت اور فساد برپا کرنے سے امن وامان اور سلامتی داؤ پر لگ جاتی ہے اور انسانی جان خطرے میں پڑ جاتی ہے، جو کبیرہ گناہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ﴾(۲۹)

(اس (قتل) کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر حکم نازل کیا کہ جو شخص کسی کو ناحق قتل کرے گا، بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں فساد کرنے کی سزا دی جائے، اس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا اور جو اس کی زندگی کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی زندگی کا موجب ہوا۔)

بائبل میں فساد اور غارت گری سے نفرت ان الفاظ میں مذکور ہے:

"میں خداوند انصاف کو عزیز رکھتا ہوں اور غارتگری اور گناہ سے نفرت کرتا ہوں اسلئے میں انہیں سچائی کے ساتھ اجر دونگا اور ان کے ساتھ ایک ابدی عہد باندھوں گا"(۳۰)

معاشرہ کے امن وچین تباہ کرنے اور اور خوف وہراس پھیلانے والے عناصر کے لئے اسلام میں بہت سخت سزائیں مقرر ہیں۔

﴿إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾(۳۱)

"جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں، ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی پر چڑھا دیے جائیں یا ان کی ایک طرف کے ہاتھ اور ایک طرف کے پاوں کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے نکال دیئے جائیں ۔یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے"۔

ایسے ظالم جو امن وسلامتی کو داؤ پر لگانے والے ہو، کسی رحم کے مستحق نہیں۔

بائبل اس بارے میں رقمطراز ہے:

"خداوند فرماتا ہے کہ شریروں کے لیے سلامتی نہیں ہے"(۳۲)۔

مزید کہتی ہے:

"ان کے اعمال برے ہوتے ہیں اور وہ اپنے ہاتھوں سے ظلم ڈھاتے ہیں۔ ان کے قدم بدی کی طرف دوڑتے ہیں اور وہ بے گناہ کا خون بہانے میں بڑی عجلت سے کام لیتے ہیں ،ان کے خیالات برے ہوتے ہیں اور ان کی راہیں تباہی اور بربادی کی طرف لے جاتی ہیں۔ سلامتی کی راہ وہ جانتے ہی نہیں ،نہ ہی ان کے سامنے انصاف کے راستے ہیں، انہوں نے اپنی راہیں ٹیڑھی کرلی ہیں۔ اس لئے جو کوئی ان پر چلے گا وہ سلامتی کا منہ نہ دیکھ پائے گا"(۳۳)۔

انسانی خواہشات پر مبنی تہذیب واصول شیطانی تہذیب کو تقویت دیتا ہے جس کیلئے دارورسن اور قید وبند کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج سب سے زیادہ قیدی امریکہ ہی میں ہیں(۳۴)۔

اسلام میں امن وسلامتی کی وسعت اور تدابیر:

اسلام میں امن وسلامتی کا دائرہ بہت وسیع ہے جو جان ومال، عزت وناموس، عقیدہ ومذہب اور عقل ونسل کی تحفظ وسلامتی کو اپنے دائرے میں شامل کرتا ہے۔ جو انسان کی کل ضروریات اور قیام امن کی بہترین تدابیر ہیں۔

۱۔ **جان ومال اور عزت وناموس کی امن وسلامتی:** اسلام میں جو ذمہ داریاں انسان پر عائد کی گئی ہیں وہ دوسروں کا حق اور امانت ہے، جس کی ادائیگی ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿إِنَّ ٱللَّهَ يَأۡمُرُكُمۡ أَن تُؤَدُّواْ ٱلۡأَمَٰنَٰتِ إِلَىٰٓ أَهۡلِهَا﴾ (۳۵)

(بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانت اہل امانت کے سپرد کردو۔)

حرمتوں کی پاسداری کی تاکید نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ان الفاظ میں کی تھی:

«أَلَا إِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا» (۳۶)

"بیشک تمہارے خون، تمہاری جائیدادیں اور تمہاری عزت وآبرو، مکہ شہر، ذوالحجہ کے مہینے اور اس دن (عرفہ) کی طرح قابل احترام ہیں"۔

ایک مؤمن کی جان کو جو امان و اہمیت حامل ہے، وہ اسلام میں ایک غیر مسلم شہری کو بھی حاصل ہے۔ ایک ذمی کے خون کا احترام اجاگر کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهَدًا ، لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ))

« جس نے کسی معاہد (ذمی) کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو تک نہ سونگھ سکے گا » (۳۷)

تحفظ جان کے ساتھ اسلام نے مال کو بھی تحفظ و سلامتی دی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تَأْكُلُوٓا۟ أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ ﴾ (۳۸)

(اور اپنے مال آپس میں باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔)

اسلام نے قتل ناحق پر قصاص اور مال محرز کے چوری کرنے پر قطع ید مقرر فرمایا ہے۔ اور اسی طرح انسانوں کے جان ومال اور عزت وناموس کو سلامتی عطا کی ہیں، ایسا دین دہشت گردی ،فساد، افراتفری اور قتل وغارت گری کی اجازت کیسے دے سکتا ہے؟

۲۔ عقیدے کی امن وسلامتی: اسلام دنیا کا واحد مذہب ہے جس کے دامن میں عقیدے کی سلامتی اور آزادی کا اصول ملتا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ لَآ إِكْرَاهَ فِى ٱلدِّينِ ۖ قَد تَّبَيَّنَ ٱلرُّشْدُ مِنَ ٱلْغَىِّ ۚ ﴾ (۳۹)

(دین کے معاملے میں زبردستی نہیں ہے بیشک ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے۔)

﴿ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِىَ دِينِ ﴾ (۴۰)

(تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔)

اسلام میں عقیدہ ومذہب کی سلامتی کا جو تصور ملتا ہے وہ کسی اور دین میں ملنا مشکل ہے، مسلم دنیا کے محقق وسیرت نگار ڈاکٹر محمد حمید اللہ اس سلسلے میں رقمطراز ہے:

"قرآن کریم میں ہمیں یہ اصول ملتا ہے کہ ہر مذہبی کمیونٹی کو کامل داخلی خود مختاری دے دی جائے حتی کہ انہیں نہ صرف عقائد کی آزادی حاصل ہو بلکہ وہ اپنی عبادت اپنے مذہبی طریقے پر کر سکیں بلکہ اپنے ہی قانون، اپنے ہی ججوں کے ذریعے اپنے مقدمات کا فیصلہ بھی کروائیں، اس حوالے سے کامل داخلی خود مختاری کا قرآن کریم کی کئی آیات میں ذکر ہے، جن میں سے ایک آیت بہت ہی واضح ہے[41]۔

﴿ وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنجِيلِ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فِيهِ ﴾[42]

(انجیل والوں کو چاہیئے کہ اس کے مطابق احکام دیا کریں، جو اللہ نے انجیل میں نازل کی ہے)"۔

قیام امن کے لئے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی کہ لوگوں کو عقیدے کی امن وسلامتی اور آزادی دے دی جائے۔

۳۔ عقل ونسل کی سلامتی: اسلام میں عقل کی سلامتی کو یقینی بنانے کے لئے جو تدبیر اختیار کی گئی ہے وہ یہ کہ نہ صرف شراب کو بلکہ ہر قسم کی نشہ آور چیزوں کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ ﴾[43]

(پوچھتے ہیں آپ سے اے پیغمبر شراب اور جوئے کے بارے میں تو انہیں بتا دو کہ ان دونوں چیزوں میں بڑا گناہ بھی ہے۔)

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ ﴾[44]

(اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، یہ شراب اور جوا اور یہ آستانے اور پانسے، یہ سب گندے شیطانی کام ہیں، ان سے پرہیز کرو۔)

آپ ﷺ نے فرمایا:

«كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَ كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ»[45]

ہر نشہ آور شے حرام ہے اور ہر نشہ آور چیز خمر ہے یعنی عقل پر پردہ ڈالنی والی ہے۔

اسی طرح نسل انسانی کی بقا حفاظتِ جان کا اہم ذریعہ ہے جس کے لئے اسلام میں نکاح کو عبادت قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾ (۴۶)

(تم سے جو مرد عورت بے نکاح ہوں، ان کا نکاح کر دو اور اپنے نیک بخت غلام لونڈیوں کا بھی، اگر وہ مفلس بھی ہونگیں، تو اللہ تعالیٰ انھیں اپنے فضل سے غنی بنادے گا۔ اللہ تعالیٰ کشادگی والا علم والا ہے۔)

﴿وَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ طَوْلًا أَن يَنكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم مِّن فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُم ۚ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ ۚ فَانكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ ۚ فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ۚ﴾ (۴۷)

(اور جو کوئی تم میں سے اس بات کی طاقت نہ رکھے کہ خاندانی مسلمان عورتیں نکاح میں لائے تو تمہاری ان لونڈیوں میں سے کسی سے نکاح کرلے جو تمہارے قبضے میں ہوں اور ایماندار بھی ہوں۔۔۔ پھر جب وہ قید نکاح میں آجائیں پھر اگر بے حیائی کا کام کریں تو ان پر آدھی سزا ہے جو خاندانی عورتوں پر مقرر کی گئی ہے۔)

آپ ﷺ نے نکاح کو سنت وعبادت قرار دیا:

«النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي وَتَزَوَّجُوا فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ وَمَنْ كَانَ ذَا طَوْلٍ فَلْيَنْكِحْ »(۴۸)

"نکاح میری سنت ہے جو میری سنت پر عمل نہ کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور نکاح کیا کرو، اس لئے کہ تمہاری کثرت پر میں امتوں کے سامنے فخر کروں گا اور جس میں استطاعت ہو تو وہ نکاح کرلے"۔

مبحث چہارم: امن وسلامتی کے بنیادی تقاضے

امن وسلامتی جو ایک نعمتِ خداوندی ہے۔ اور موجودہ حالات کے تناظر میں اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے، اس کے کئی ایک تقاضے ہیں؛ جن کا لحاظ رکھنا از حد ضروری ہے اتنی کہ جتنا آج کھانا اور دوسری ضروریاتِ زندگی ضروری ہیں۔ اگر امن اسلامتی نہیں ہے تو باقی وسائل زندگی بے معنی ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ان بنیادی تقاضوں میں سے چند ایک کا تذکرہ ذیل کی سطور میں کیا جا رہا ہے۔

سچائی و رراست بازی: کسی بھی دور میں امن وامان اور سلامتی کو برباد کرنے کے اسباب میں ظلم اور ناانصافی کے اعمال سرفہرست ہوتے ہیں۔ اس کے برخلاف راست بازی اور عدل وانصاف سے خلق خدا نہ صرف دنیامیں سکون پاتے ہیں بلکہ آخرت میں بھی باعث نجات وآرام ہے۔ بائبل کا بیان ہے:

"راستی پر چلنے والے سلامتی میں داخل ہوتے ہیں، اور موت کی حالت میں آرام پاتے ہیں"(۴۹)

جبکہ قرآن میں ارشاد ہے:

﴿ قَالَ ٱللَّهُ هَٰذَا يَوۡمُ يَنفَعُ ٱلصَّٰدِقِينَ صِدۡقُهُمۡ ﴾ (۵۰)

(فرمایا اللہ نے، یہ ہے وہ دن جس میں فائدہ پہنچائے گا سچوں کو ان کا سچ۔)

آپ ﷺ نے فرمایا:

«اَلصِّدْقُ يُنْجِيْ» (۵۱) "سچائی باعث نجات ہے۔"

آج لوگوں کا آپس میں اعتماد سچائی کی فقدان اور جھوٹ و دھوکہ دہی کی وجہ سے ختم ہو رہا ہے۔ یہ اعتماد خواہ افراد کے درمیان ہو یا اقوام کے درمیان، امن کے حوالے سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

احکاماتِ الٰہی کی اتباع: امن وسکون اور رزق کی فراوانی کو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے سے مشروط کر دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَوۡ أَنَّهُمۡ أَقَامُواْ ٱلتَّوۡرَىٰةَ وَٱلۡإِنجِيلَ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيۡهِم مِّن رَّبِّهِمۡ لَأَكَلُواْ مِن فَوۡقِهِمۡ وَمِن تَحۡتِ أَرۡجُلِهِمۚ ﴾ (۵۲)

(اگر وہ قائم کرتے تورات اور انجیل کو (اپنے عمل سے) اور جو نازل کیا گیا ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے (تو فراخ رزق دیا جاتا انہیں حتیٰ کہ) وہ کھاتے اوپر سے بھی اور نیچے سے بھی۔)

قریشِ مکہ کو اللہ نے ان الفاظ میں امن کا احساس یاد دلایا ہے:

﴿فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَٰذَا الْبَيْتِ ۝٣ الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ﴾ (۵۳)

(پس انہیں چاہیے کہ اسی گھر کے رب کی عبادت کرتے رہیں، جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور ڈر (اور خوف) میں امن وامان دیا۔

بائبل (احبار) کا بیان ہے:

"پس تم میرے احکام پر عمل کرنا اور میرے قوانین کو پوری طرح ماننا تو تم اس ملک میں امن کے ساتھ بسے رہو گے، تب زمین اپنی پیداوار دیگی اور تم پیٹ بھر کر کھاوگے اور وہاں محفوظ بسے رہو گے۔"(۵۴)

پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ راہنمائے انسانیت تھے، اور اس لحاظ سے آپ ﷺ پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے امن وسکون اور سلامتی وآشتی کا ماحول مہیا ہونا ازبس ضروری تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے مختلف مواقع پر امن وسلامتی کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں، خواہ وہ موقعہ، حلف الفضول ہو یا میثاق مدینہ ہو یا صلح حدیبیہ۔

اجتماعی عدل وانصاف کا قیام: الہامی تعلیمات میں عدل وانصاف کو بڑے اہتمام کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس سے معاشرے کا امن وسلامتی وابستہ ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾ (۵۵)

(بے شک اللہ عدل واحسان کا حکم دیتا ہے۔)

اور سب سے بڑا عادل اللہ تعالیٰ خود ہے:

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾ (۵۶)

(ہم نے اپنے رسول نشانیوں کے ساتھ بھیجے اور ان کے ہمراہ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ وہ لوگوں کے درمیان عدل کر سکیں۔)

اور اہل ایمان کو بھی عدل وانصاف سے کام لینے کا حکم ہے، خواہ کوئی جانی دشمن کیوں نہ ہو:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُونُواْ قَوَّٰمِينَ لِلَّهِ شُهَدَآءَ بِٱلْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَـَٔانُ قَوْمٍ عَلَىٰٓ أَلَّا تَعْدِلُواْ ۚ ٱعْدِلُواْ هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۖ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴾ (۵۷)

(اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کردے کہ عدل چھوڑ دو، عدل کیا کرو کہ یہ تقویٰ کی بات ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔)

یہاں تک کہ اسلام میں باپ کا بدلہ بیٹے سے لینے کی بھی گنجائش نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«اَلَا لَا يُجْنىٰ وَالِد عَلىٰ وَلَدِه» (۵۸) "خبردار باپ کا بدلہ بیٹے سے نہیں لیا جاسکتا۔"

عادل اور انصاف کرنے والے قاضی کے لئے آپ ﷺ نے عظیم الشان خوشخبری سنائی ہے:

«اِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عَلىٰ مَنَابِرَ مِنْ نُّوْرٍ عَلىٰ يَمِيْنَيْنِ الرَّحْمٰنُ الَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِيْ حُكْمِهِمْ وَاَهْلِيْهِمْ وَمَاوَلُّوْا» (۵۹)

(عدل وانصاف کرنے والے لوگ اللہ کے نزدیک دائیں جانب نور کے منبروں (مسندوں) پر بیٹھے ہوئے ہونگے (یہ ان کا اعزاز ہے) کہ وہ قضاء کے معاملات اور لوگوں کے درمیان انصاف کیا کرتے تھے۔)

بائبل عدل وانصاف اور مساوات کے حوالے سے رقمطراز ہے:

"خداوند تمہارے خدا کے تمہیں دیے ہوئے ہر شہر میں اپنے ہر قبیلے کے لئے قاضی اور حاکم مقرر کرلو جو سچائی سے لوگوں کا انصاف کریں ۔تم انصاف کا خون نہ کرنا اور غیر جانبدار رہنا، تم رشوت نہ لینا کیونکہ رشوت دانشمند کی آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہے اور راست بازوں کی باتوں کو توڑ مروڑ ڈالتی ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ انصاف پر قائم رہنا تاکہ تم جیتے رہو"۔ (۶۰)

بائبل میں ایک دوسری جگہ لکھا ہے:

"تم خدا کا کلام سنو! خداوند فرماتا ہے کہ انصاف اور راست بازی کے کام کرو، مظلوم کو اس پر ظلم کرنے والے کے ہاتھ سے چھڑاؤ، بیگانہ، یتیم اور بیوہ کے ساتھ برا سلوک نہ کرو۔" (۶۱)

قانونی مساوات کالحاظ: جب اسلام کی دعوت بلند کی گئی تو انسانیت لفظ مساوات سے نا آشنا ہو چکی تھی۔ ایسے حالات میں دین اسلام نے مساوات کا درس دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اسلام نے تمام انسانوں کو مساوی قرار دیا اور واضح کیا کہ عمل صالح کے سوا فضیلت وامتیاز کا کوئی اور معیار نہیں، عزت وشرف اگر ہے تو ان کے لیے جو زیادہ متقی اور پاکباز ہو۔

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (٦٢)

(بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو متقی ہے)

اسی طرح بنیادی انسانی ضروریات اور بنیادی حقوق مساوی ہیں۔ ان بنیادی انسانی حقوق کے بارے میں مساوات کا اعلان محمد مصطفیٰ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر کیا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ، أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ، وَلَا أَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ، وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ، إِلَّا بِالتَّقْوَى أَبَلَّغْتُ))

"اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے، تمہارا باپ ایک ہے، سنو! کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی گورے کو کالے پر اور نہ کسی کالے کو گورے پر، سوائے تقویٰ کے۔"(٦٣)

ڈاکٹر خالد علوی مرحوم لکھتے ہیں:

"یہ بات ذہن نشین رہے کہ جس مساوات انسانی کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ اس سے مراد ہے معاشرتی اور سیاسی حقوق کی مساوات، بنیادی انسانیت کی مساوات اور یہ ایسی مساوات ہے جو خود ساختہ امتیازات کو یکسر مٹادے۔ ایسی مساوات نہیں جو غیر فطری اور ناممکن الحصول ہو۔ ایسی نہیں جس کے لیے انسانوں کی آزادی سلب کر لی جائے اور انہیں انسانیت سے نکال کر مشین یا حیوان بنا دیا جائے۔ اسلام سماجی، شہری اور سیاسی مساوات کی ضمانت دیتا ہے۔" (٦٤)

قانون کی نظر میں سب برابر ہونے چاہئے، کسی کی طرفداری اچھی چیز نہیں بلکہ یہ الہامی تعلیمات کا خاصہ ہے۔ اس سلسلے میں بائبل کا بیان ہے:

"اور اس وقت میں نے تمہارے قاضیوں کو یہ تاکید کی تھی کہ تم اپنے بھائیوں کے مقدمے سنا کرو اور انصاف کے ساتھ فیصلے کیا کرو خواہ وہ معاملہ کسی آدمی سے، خواہ وہ اسرائیلی ہو یا کوئی پردیسی تعلق، انصاف کرتے وقت کسی کی طرفداری نہ کرنا۔"(۶۵)

اسلام نسلی منافرت کی مذمت کرتا ہے اور انسانی اخوت اور مساوات کی راہ دکھاتا ہے، لیکن مغربی تہذیب قدیم یونان اور روم سے لے کر اب تک طبقاتی کشمکش اور سماجی نفرت سے بھری ہوئی ہے۔ تاریخ انسان میں پہلی مرتبہ مساوات انسانی کا اتنا عظیم تصور عملی صورت میں ظاہر ہوا۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهُ جَدَعْنَاهُ وَمَنْ اَخْصىٰ عَبْدَهُ اَخْصَيْنَاهُ» (۶۶)

"جو اپنے غلام کو قتل کرے گا اسے ہم قتل کریں گے، جو اس کی ناک تراشے گا اس کی ناک تراش لی جائیگی اور جو اس کو خصّی کرے گا، ہم اسے خصّی کریں گے"۔

شریعت اسلامی کی نظر میں سارے مساوی ہیں۔ اس اعلیٰ قانونی مساوات کا اندازہ خود نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«اِنَّمَاهَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ اِنَّھُمْ کَانُوْایُقِیْمُوْنَ الْحَدَّ عَلَى الْوَضِيْعِ وَيَتْرُكُوْنَ الشَّرِيْفَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِه لَوْاَنَّ فَاطِمَةَ (بِنْتُ مُحَمَّدٍ) فَعَلَتْ ذٰلِکَ لَقَطَعْتُ يَدَهَا » (۶۷)

"تم سے پہلے جو امتیں گزری ہیں وہ اسلئے تو تباہ ہوئیں کہ وہ لوگ کم تر درجہ کے مجرموں کو قانون کے مطابق سزا دیتے تھے اور برتر درجے والوں کو چھوڑ دیتے تھے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر فاطمہ (بنت محمد ﷺ) بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹنے سے بھی ہرگز دریغ نہ کرتا۔"

انبیاء کے حالات ہوں یا تعلیمات ان میں بہترین ہم آہنگی اور امتزاج پایا جاتا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو گا کہ تمام انبیاء بفرمان نبوی علاتی بھائی ہیں اور بھائیوں میں ہم آہنگی اور تقریب کے امکانات ونشانات روشن ہی رہتے ہیں۔

احترام انسانیت کی بحالی اور انسانی حقوق کی پاسداری: اسلام میں امن وامان، انسانیت کے احترام اور اس کے حقوق کی حفاظت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، اسے دین انسانیت بھی کہا جاتا ہے۔ حقوق العباد کے عنوان سے اسلام کا شرعی کلیہ بھی موجود ہے جس کا توسیعی مظہر امن وسلامتی، رحمت ورأفت اور احترام انسانیت ہی سے ماخوذ ہوتا ہے اور اسی بنیاد پر اسے دین رحمت بھی کہا جاتا ہے۔ اسلام کا منشور دہشت گردی، فساد فی الارض اور انسانی طبقات کی ایذارسانی کی سراسر مخالفت کرتا ہے اور ایسا کرنے والوں کو مجرم اور شرعی حدود و تعزیرات کا سزاوار ٹھہراتا ہے لیکن پھر بھی اس مفروضے کا عام ہونا کہ اسلام دہشت گردی اور انتہاپسندی کا سبق دینے والا اور اس کی پذیرائی کرنے والا، متشدد اور سخت گیر مذہب ہے توانسانی دنیا کے لئے شرم سے ڈوب مرنا چاہئے (۶۸)۔

اسلام میں انسان کو شرف، فضیلت اور عظمت محض انسان ہونے کی بناء پر حاصل ہے۔ ایک بار طواف کے دوران خانہ کعبہ کو مخاطب کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ما أطيبك وما أطيب ريحك ما أعظمك وما أعظم حرمتك والذي نفس محمد بيده لحرمة المؤمن عند الله أعظم من حرمتك ماله ودمه

"کتنا پاکیزہ ہے تو، اور کیسی خوشگوار ہے تیری فضا، کتنا عظیم ہے تو اور کتنا محترم ہے تیرا مقام، مگر اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے ایک مسلمان کے جان ومال اور خون کا احترام اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے بھی زیادہ ہے "(۶۹)۔

کسی بھی انسان کو اس وقت تک زندہ رہنے کے جائز اور فطری حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا جب تک وہ خدائی قانون کے احترام ملحوظ خاطر رکھتا ہے، قرآن حکیم کا حکم ہے:

﴿ وَلَا تَقْتُلُوا۟ ٱلنَّفْسَ ٱلَّتِى حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلَّا بِٱلْحَقِّ ﴾ (۷۰)

"اس جان کو قتل نہ کرو جسے اللہ نے حرام (محترم) ٹھہرایا مگر حق کے ساتھ"۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یہ آیت اس شخص کے قتل کی ممانعت کر رہی ہے جسے اللہ نے محفوظ کر رکھا ہے، خواہ وہ مومن ہو یا معاہد (ذمی)، سوائے اس حق شرعی کے جس کی رو سے اس کو قتل کرنا واجب ہے۔"(۷۱)

فساد کی حقیقی روک تھام: اللہ فساد اور فسادیوں کو پسند نہیں کرتا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ وَلَا تَبۡغِ ٱلۡفَسَادَ فِي ٱلۡأَرۡضِۖ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ ٱلۡمُفۡسِدِينَ ﴾ (۷۲)

''اور زمین میں فساد مت پھیلاؤ کیونکہ اللہ فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں فرماتا''۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی بڑی طاقتوں اور بطورِ خاص اسرائیل وامریکہ کے فوائد اسی میں مضمر ہیں کہ دنیا میں انتشار موجود رہے۔ کیونکہ اگر دنیا میں امن قائم ہو جائے گا تو ان کا کاروبار ماند پڑ جائے گا۔ اکثر ان بڑے بااثر ملکوں کی وجہ سے انسانی خون، احترام انسانیت، بنیادی انسانی حقوق کی پامالیاں ہو رہی ہیں۔ جو امن کے لئے چیلنجز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آج کی ڈرون پالیسی اسی کی واضح مثال ہے۔ اسی تناظر میں ملکی سطح پر بھی امن وسلامتی کی حقیقی کوششیں بروئے کار لانے چاہیئے، محض زبانی جمع خرچ سے امن کا قیام ممکن نہیں ہے۔ ریاستی قوانین کی بے لاگ نفاذ (Implementation) وقت کا تقاضا ہے۔

اسلامی سزائیں اور قیامِ امن: اسلامی سزائیں قیام امن کی ضامن ہیں، جبکہ خدا بیزار اور مادر پدر آزاد تہذیبوں کے دعویداروں نے اس کے خلاف واویلا مچار کھا ہے اور انسانیت کی عزت ووقار اور امن وسکون تباہ کر رہے ہیں اور قدیم وجدید غلامی اور تمرد وسرکشی کی ساری حدوں کو پھلانگتے جا رہے ہیں۔ اس کے مقابلے میں اسلامی سزائیں اور حدود انسانیت کو عفت، پاکدامنی، امن وسکون اور حقوق کی پاسداری وضمانت فراہم کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ وَلَكُمۡ فِي ٱلۡقِصَاصِ حَيَوٰةٞ يَٰٓأُوْلِي ٱلۡأَلۡبَٰبِ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ ﴾ (۷۳)

(قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے، اے اہل عقل! تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو)۔

سید ابو الاعلیٰ مودودی رقمطراز ہیں:

"انسان جب تک حق کا احترام کرتا ہے اس کا خون واجب الاحترام رہتا ہے مگر جب وہ سرکشی اختیار کر کے "ناحق" پر دست دراز کرتا ہے تو اپنے خون کی قیمت خود کھو دیتا ہے، پھر اس کے خون کی قیمت اتنی بھی نہیں رہتی جتنی پانی کی ہوتی ہے"(۷۴)۔

آپ ﷺ نے حدود اللہ کی فوائد کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

«إِقَامَةُ حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ مَطَرِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً فِي بِلَادِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ»(۷۵)

"اللہ کی حدوں میں سے ایک حد قائم کرنے کی برکت چالیس دن کی بارش سے بھی زیادہ ہے"۔

اس برکت کی وجہ بیان کرتے ہوئے سید مودودی رقمطراز ہیں:

"بارش کی برکت یہ ہے کہ اس سے زمین سیراب ہوتی ہے ، فصلیں خوب تیار ہوتی ہیں، خوشحالی بڑھتی ہیں، مگر اقامت حدود کی برکت اس سے بڑھ کر ہے کہ اس سے فتنہ وفساد اور ظلم وبدامنی کی جڑ کٹتی ہے، خدا کی مخلوق کو امن وچین سے زندگی بسر کرنا نصیب ہوتا ہے اور دنیا کو زمین سے وہ طمانیت میسر آتی ہے جو تمدن کی جان اور ترقی کی روح ہے۔" (۷۶)

اسلام بے لاگ عدل وانصاف کے قیام کا حکم دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ« أَقِيمُوا حُدُودَ اللَّهِ فِي الْقَرِيبِ وَالْبَعِيدِ وَلَا تَأْخُذْكُمْ فِي اللَّهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ » (۷۷)

" آپ ﷺ نے فرمایا: حدود اللہ کو قریب اور بعید کے تمام لوگوں پر [بلا تفریق] یکساں قائم کرو اور اللہ کے اس حکم کے نفاذ میں کسی کے ملامت سے خوف نہ کھاؤ"۔

جہاد فی سبیل اللہ اور امن وسلامتی: جہاد اسلامی فساد نہیں۔ قتال وجہاد فی سبیل اللہ سے اس کا تعریف خود بخود واضح ہوتا ہے۔ یعنی وہ فی سبیل اللہ سرگرمی جس کی اجازت اللہ خود دے۔ خاص کر ایسے حالات میں کہ اہل کفر وشرک فتنہ وفساد بھرپا کر رہے ہوں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَقَـٰتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ ٱلدِّينُ كُلُّهُۥ لِلَّهِ ۚ فَإِنِ ٱنتَهَوْا۟ فَإِنَّ ٱللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٣٩﴾ وَإِن تَوَلَّوْا۟ فَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ مَوْلَىٰكُمْ ۚ نِعْمَ ٱلْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ ٱلنَّصِيرُ ﴾ (۷۸)

(اور ان لوگوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (یعنی کفر کا فساد) باقی نہ رہے اور دین سب خدا ہی کا ہو جائے۔ اور اگر باز آجائیں تو خدا ان کے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔)

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَـٰتِلُونَ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱلْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ ٱلرِّجَالِ وَٱلنِّسَآءِ وَٱلْوِلْدَٰنِ ٱلَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَآ أَخْرِجْنَا مِنْ هَـٰذِهِ ٱلْقَرْيَةِ ٱلظَّالِمِ أَهْلُهَا وَٱجْعَل لَّنَا

مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا وَٱجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيرًا ﴿٧٥﴾ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ يُقَٰتِلُونَ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ ۖ وَٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ يُقَٰتِلُونَ فِى سَبِيلِ ٱلطَّٰغُوتِ فَقَٰتِلُوٓا۟ أَوْلِيَآءَ ٱلشَّيْطَٰنِ ۖ إِنَّ كَيْدَ ٱلشَّيْطَٰنِ كَانَ ضَعِيفًا ﴾ (٧٩)

(آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچّوں کی خاطر نہ لڑو جو کمزور پا کر دبا لیے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ خدایا ہم کو اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں، اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار پیدا کر دے۔ جن لوگوں نے ایمان کا راستہ اختیار کیا ہے، وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جنہوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا ہے، وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں، پس شیطان کے ساتھیوں سے لڑو اور یقین جانو کہ شیطان کی چالیں حقیقت میں نہایت کمزور ہیں۔)

ایسے فتنوں، فساد، اور دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خلاف لڑنے والوں کا اسلام میں بڑا رتبہ بتایا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَهَاجَرُوا۟ وَجَٰهَدُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ بِأَمْوَٰلِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ ٱللَّهِ ۚ وَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَآئِزُونَ ﴾ (٨٠)

(اللہ کے ہاں تو انہی لوگوں کا بڑا درجہ ہے جو ایمان لائے اور جنہوں نے اس کی راہ میں گھر بار چھوڑے اور جان و مال سے جہاد کیا وہی کامیاب ہیں۔)

حواشی وحوالہ جات

۱) سورۃ الاعراف:۱۵۸

۲) سورۃ الانبیاء:۱۰۷

۳) سورۃ الانفال:۶۱

۴) کتاب العین ۸/ ۳۸۸، الخلیل بن أحمد الفراھیدی، دار ومکتبۃ الھلال * المحکم والمحیط الأعظم ۱۰/ ۴۹۲، علی بن إسماعیل بن سیدہ المرسی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۲۰۰۰م، لسان العرب ۱۳/ ۲۱، المنجد ۱۸۸

۵) مجموعہ علماء: المعجم الوسیط، ص:۲۷، ج:۱۔ دار الدعوۃ: استانبول ترکیا۔ ۱۹۸۹

۶) راغب اصفہانی، الحسین بن محمد: مفردات القرآن، ص:۶۷، دار الکتاب العربی: بیروت

۷) محمد بن أبی بکر بن عبد القادر، مختار الصحاح ۱/ ۲۲، المکتبۃ العصریۃ - الدار النموذجیۃ، بیروت صیدا، ۱۹۹۹م۔ * مجمل اللغۃ لابن فارس ۱/ ۱۰۲، أحمد بن فارس بن زکریاء القزوینی الرازی، أبو الحسین مؤسسۃ الرسالۃ - بیروت - ۱۹۸۶م

۸) الزبیدی، محمد مرتضی الحسینی: تاج العروس، ص:۱۴۷، ج:۱، دار الفکر: بیروت۔ ۱۹۹۴ النھایۃ فی غریب الحدیث ۱۵ / ۳۰۷، المحیط فی اللغۃ ۲/ ۴۶۷ إسماعیل بن عباد، أبو القاسم الطالقانی

۹) أبو عُبید القاسم بن سلاّم بن عبد اللہ الھروی البغدادی، مطبعۃ، النھایۃ فی غریب الحدیث والأثر، ص:۲۷۷ ج:۲، دائرۃ المعارف العثمانیۃ، حیدر آباد - الدکن، ۱۹۶۴م

۱۰) سورۃ یوسف:۱۱

۱۱) مختار الصحاح ۱/ ۲۲

۱۲) غریب الحدیث ۳/ ۳۰۲

۱۳) المجالس الوعظیۃ فی شرح أحادیث خیر البریۃ صلی اللہ علیہ وسلم من صحیح الإمام البخاری، شمس الدین محمد بن عمر بن أحمد السفیری الشافعی، حققہ وخرج، أحمد فتحی عبد الرحمن، دار الکتب العلمیۃ، بیروت - لبنان، ۲۰۰۴م

۱۴) انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا ۱۷/ ۴۱۲

۱۵) Oxford dictionary P:811

۱۶) The Encyclopedia of religion P:22, V

۱۷) حمید اللہ عبد القادر، ڈاکٹر، پیغمبر امن / ۳۳۹، دار السلام لاہور، سن طبع ندارد

۱۸) سورۃ المائدہ:۲

۱۹) رومیوں،۱۴: ۱۹

۲۰) The encyclopedia of religion P:221,222, V:7،،پیغمبر امن / ۳۴۴

۲۱) سورۃ الروم:۴۱

۲۲) بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری, حدیث نمبر:۷،دارالفکر:بیروت،لبنان۔۲۰۰۰م

۲۳) سورۃ الانفال:۶۱

۲۴) سورۃ محمد:۳۵

۲۵) خورشید احمد، پروفیسر،اسلامی نظریہ حیات، ص:۴

۲۶) سورۃ البقرہ:۲۰۸

۲۷) بائبل(رومیوں):۱۴: ۱۹- ۲۱

۲۸) سورۃ زکریا:۸:۱۹

۲۹) سورۃ المائدہ:۳۲

۳۰) یسعیاہ:۸:۶۱

۳۱) سورۃ المائدہ:۳۳

۳۲) یسعیاہ:۴۸:۲۲،۵۷:۲۱

۳۳) یسعیاہ:۵۸:۶ – ۸

۳۴) دیکھئے:نوائے وقت لاہور 26.10.2005

۳۵) سورۃ النساء:۵۸

۳۶) بخاری،حدیث نمبر:۵۵۵۰،۱۷۴۱،۶۷

۳۷) بخاری،حدیث نمبر:۶۹۱۴

۳۸) سورۃ البقر:۱۸۸

۳۹) سورۃ البقرہ:۲۵۶

۴۰) سورۃ الکافرون:۶

۴۱) محمد حمید اللہ،ڈاکٹر،رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی،ص:۱۶۲،دارالاشاعت کراچی،۱۹۸۸ء

۴۲) سورۃ المائدہ:۴۷

۴۳) سورۃ البقرہ:۲۱۹
۴۴) سورۃ المائدہ:۹۱، ۹۰
۴۵) أحمد بن شعیب، أبو عبد الرحمن، النسائی، سنن النسائی الکبری ۳/ ۱۷۰
۴۶) سورۃ النور:۳۲
۴۷) سورۃ النساء:۲۵
۴۸) ابن ماجہ، أبو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، السنن، ص:۴۳۹، ج:۵، کتب الستہ، ط/ ۳: دار السلام، ۲۰۰۰ء
۴۹) یسعیاہ:۵۷ :۳
۵۰) سورۃ المائدہ:۱۱۹
۵۱) متقی الہندی، کنز العمال، الفصل الثانی فی تعدیل الاخلاق المحمودۃ، الجزء الثالث، ح/ ۴۲۹، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۹۸۱ء
۵۲) سورۃ المائدہ:۶۶
۵۳) سورۃ القریش:۴، ۳
۵۴) احبار:۲۵: ۱۸- ۱۹
۵۵) سورۃ النحل:۹۰
۵۶) سورۃ الحدید :۲۵
۵۷) سورۃ المائدہ:۸
۵۸) علی بن عمر الدار قطنی، السنن، کتاب البیوع، ۳/ ۴۵، مکتبہ قدوسیہ لاہور
۵۹) نسائی، أحمد بن شعیب، السنن الکبری، حدیث نمبر:۵۳۸۱، دار السلام الریاض، ۱۹۹۹ء
۶۰) بائبل؛استثناء۱۶ :۱۸-۲۰
۶۱) بائبل،یسعیاہ؛۲۲: ۲-۳
۶۲) سورۃ الحجرات:۱۳
۶۳) مسند احمد، ج:۵، ص:۱۴۴
۶۴) خالد علوی، ڈاکٹر، ثقافت کا اسلامی تصور، ص:۳۳-۳۴، دعوہ اکیڈمی فیصل مسجد اسلام آباد، ۲۰۰۵ء
۶۵) بائبل؛استثناء؛۱ : ۱۶- ۱۷

۶۶) جامع ترمذی، حدیث نمبر:۱۴۱۴، ابوداود، حدیث نمبر:۴۵۱۵، ابن ماجہ، حدیث نمبر:۲۵۴۷

۶۷) مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، حدیث نمبر:۴۴۱۰، ۴۴۱۱، ترمذی حدیث نمبر:۱۴۳۰

۶۸) استاد انصاریان http://www.ahl-ul-bayt.org

۶۹) المسند الجامع المعلل، وخَرّجَہُ الترمذی حدیث نمبر:۲۰۳۲

۷۰) سورۃ الاسراء:۳۳

۷۱) قرطبی، محمد بن أحمد، الجامع لأحکام القرآن، دار عالم الکتب، الریاض، المملکۃ العربیہ السعودیہ، ۲۰۰۳م

۷۲) سورۃ القصص:۷۷

۷۳) سورۃ البقرہ:۱۷۹

۷۴) سید مودودی، الجہاد فی الاسلام، ص:۳۲

۷۵) أَخرَجَہُ ابن ماجۃ، حدیث نمبر:۲۵۳۷

۷۶) سید مودودی، الجہاد فی الاسلام:۳۱

۷۷) ابن ماجہ: السنن ۷/ ۴۳۳، حدیث نمبر ۲۵۳۱

۷۸) سورۃ الانفال:۳۹،۴۰

۷۹) سورۃ النساء:۷۵،۷۶

۸۰) سورۃ التوبہ:۲۰

* *